كشف البيان

پندرہ شعبان کے روزے
اور رات کی فضلیت کے متعلق احادیث واحکام

تخریج وتالیف: مفتی آصف عزیز قاسمی مالیگانوی
(استاذ تفسیر وحدیث جامعہ شیخ زکریا، جنوبی افریقہ)

شرکاء: طلبہ تخصص فی الحدیث مدرسہ عثمانیہ، مالیگاؤں

زیر سرپرستی: مولانا ہلال احمد صاحب حفظہ اللہ ناظم مدرسہ عثمانیہ، مالیگاؤں

اجراء بدست: حضرت اقدس شیخ طریقت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

تقاریظ

حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی مدظلہ العالی
رئیس شعبہ تخصص فی الحدیث دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا خالد سعید مبارکپوری مدظلہ العالی
استاذ شعبہ تخصص فی الحدیث مظاہر علوم سہارن پور

ناشر: مدرسہ عثمانیہ مالیگاؤں، مہاراشٹر، الہند

تفصیلات

نام کتاب: کشف البیان (فی تخریج حدیث صوم النصف من شعبان)
تخریج وتالیف: مفتی آصف عزیز ابن (مولانا) شکیل احمد صاحب قاسمی مالیگانوی
(استاذ حدیث وتفسیر جامعہ شیخ زکریا، جنوبی افریقہ)
شرکاء: طلبہ تخصص فی الحدیث مدرسہ عثمانیہ، مالیگاؤں
زیرِ سرپرستی: مولانا ہلال احمد ابن مولانا محمد عثمان صاحب حفظہ اللہ
(ناظم مدرسہ عثمانیہ ومدیر ماہانہ دینی واصلاحی اخبار ''ترجمان شریعت''، مالیگاؤں)
اجراء بدست: حضرت اقدس شیخ طریقت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم
بتاریخ: ۱۰؍ رجب المرجب ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۱؍ جنوری ۲۰۲۵ء بروز سنیچر
بمقام: بنکر لانس، مالیگاؤں
سن طباعت: شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ مطابق فروری ۲۰۲۵ء
کمپوزنگ: عبد الرحمٰن ابن ہلال احمد عثمانی
صفحات: ۴۸
تعداد: ۱۱۰۰

ملنے کا پتہ:

دفتر مدرسہ عثمانیہ

مولوی محمد عثمان پورہ، سروے نمبر ۱۵۶، مولانا آزاد روڈ، نیا پورہ وارڈ، مالیگاؤں
۴۲۳۲۰۳ ضلع ناسک، مہاراشٹر، الہند

رابطہ نمبر: 9423477065 - 91+ 8087256439 - 91+
ای میل: abusmani8mlg@gmail.com

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الناشر

فی زمانہ کچھ مذاہب اور کچھ فرقے اس طرح کام کررہے ہیں کہ علامت قیامت ''ضلوا واضلوا۔ ترجمہ (گمراہ ہوتے ہیں اور گمراہ کرتے ہیں)'' کے مطابق مسلمانوں میں سرگرم عمل ہیں۔ان میں سے ایک فرقہ ''منکرین تقلید شرعی'' ہے۔اس کی کئی قسمیں ہیں۔ان میں سے ایک وہ ہے جو اپنے آپ کو ''اہل قرآن'' کہتا ہے اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہے۔ یہ لوگ بالاتفاق اسلام سے خارج ہیں۔

قرآن مجید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک کے ذریعہ دنیا کو ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان کو اس وقت سچ مانا اور اسی زبانِ مبارک سے اور بدنِ مبارک نکلنے والا کلام اور اعمال کو حجت نہیں مانا، یہ بڑی حیرت ناک اور افسوس ناک بات ہے۔یہی نہیں بلکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ فلاں فلاں حدیث قرآن مجید کی فلاں فلاں آیت کے خلاف ہے،یعنی ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کا رسول، اللہ کے خلاف کہتا ہے (نعوذ باللہ من ذالک)۔اس سے دو بات لازم آتی ہے (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جانب سے کوئی بات کہتے ہیں۔جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود فرمایا ''وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی،اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ''یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے بلکہ جو وحی کی جاتی وہی کہتے ہیں۔اس لئے ایسا عقیدہ رکھنا قرآن مجید کے خلاف ہے۔(۲) یہ کہنا کہ اللہ کا رسول قرآن کریم کے خلاف کہتا ہے،اس بات کو لازم آتا ہے

کہ اللہ تعالیٰ مختارِ کل نہیں ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کو اتنی قدرت بھی حاصل نہیں ہے کہ اپنے رسول کو سیدھی راہ پر رکھے (نعوذ باللہ من ذالک)۔جبکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ۔۔۔۔۔۔۔۔عَنْهُ حَاجِزِيْنَ رجمہ:اور اگر یہ (پیغمبر) ہمارے ذمہ کچھ (جھوٹی) باتیں لگا دیتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ہم ان کی رگِ دل کاٹ ڈالتے پھر تم میں کوئی ان کا اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا۔(سورہ الحاقہ آیت ۴۴ تا ۴۷،پ ۲۹)

دوسری قسم ''فرقۂ اہل حدیث'' کی ہے جو احادیث پر عمل کا مدعی ہے،لیکن احادیث پر عمل کے سلسلے میں اس قسم کا رویہ اختیار کرتا ہے جو انکار حدیث کے مترادف ہے۔ویسے کہا جاتا ہے کہ گمراہ فرقے اپنے نام اپنے فعل کی ضد رکھتے ہیں۔مذکورہ فرقے کی عادت ہے کہ ان کے مدعیوں کا جن احادیث پر عمل نہیں ہے،ان کے بارے میں ایک سانس میں کہتے ہیں کہ ''ضعیف'' ہے اور دوسری سانس میں کہتے ہیں کہ ''موضوع'' ہے اور ''من گھڑت'' ہے،جبکہ محدثین نے تمام احادیث کے درجے بیان کیے ہیں اور ان سے نکلنے والے احکام کو بیان کیا۔

نمبر شمار	حکم	دلائل
۱	فرض	دلیل قطعی (صریح آیت،حدیث متواتر،اجماع امت)
۲	واجب	دلیل ظنی (غیر صریح آیت، حدیث غیر متواتر،قیاس مجتہد)
۳	سنتِ مؤکدہ	صحیح صریح حدیث
۴	سنت غیر مؤکدہ یا سنن زوائد،مستحب	احادیث ضعیفہ،اقوال واعمال سلف
۵	مندوب،مباح،نفل	اقوال واعمال سلف

۶	حرام	دلیل قطعی یا فرض کی مخالفت
۷	مکروہِ تحریمی	دلیل ظنی یا واجب کی مخالفت
۸	مکروہِ تنزیہی	مستحب کی مخالفت

پندرھویں شعبان کے روزے کے سلسلے میں ان کا یہی وطیرہ ہے کہ وہ ''احادیثِ ضعیفہ'' کا سِرے سے انکار ہی کر دیتے ہیں، حالانکہ ''احادیثِ ضعیفہ'' احادیثِ نبویہ کی قسم ہے، کتابچہ ''کشف البیان'' میں بالتفصیل بیان کیا گیا ہے۔

مدرسہ عثمانیہ میں مولانا مفتی آصف عزیز صاحب قاسمی مالیگانوی حفظہ اللہ (جو مالیگاؤں کے محلہ نیا پورہ کی رحمانی مسجد کے سابق پیش امام حافظ عبدالشکورؒ کے پوتے اور مرحوم شکیل احمد (سابق پیش امام رحمانی مسجد جھوڑ گا، و مسجد سعد بن ابی وقاص، و جے اے ٹی، مالیگاؤں) کے صاحبزادے ہیں) کی رہنمائی میں ''تخصص فی الحدیث'' کی جماعت کے طلبہ نے مذکورہ مسائل میں تحقیق کی ہے۔ وہ تحقیق کتابچہ بنام ''کشف البیان فی تخریج احادیث صوم النصف من شعبان'' عربی و اردو دونوں زبانوں میں شائع کیا جا رہا ہے اور ان شاء اللہ انگلش زبان میں بھی شائع کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور ہدایت کا ذریعہ بنائے، آمین۔

(مولانا) ہلال احمد ابن مولانا محمد عثمان
ناظم مدرسہ عثمانیہ، مالیگاؤں
یکم رجب ۱۴۴۶ھ مطابق ۲ جنوری ۲۰۲۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت الاستاذ بحر العلوم محدث کبیر مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی دامت برکاتہم
(صدر شعبۂ تخصص فی الحدیث واستاذ حدیث، دار العلوم دیوبند)

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وأصحابه أجمعين، أما بعد!

حدیث پاک جو اقوال وافعال، اور تقریرات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عبارت ہے، انتہائی حساس اور پر خطر میدان ہے، جہاں کسی بے سرو پا قول وعمل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا شدید وعید کا سبب ہے، وہیں کسی ثابت شدہ امر کا انکار بھی خطرناک بات ہے، یہ علم صحیح تحقیق وصالح تیقظ کا متقاضی ہے، جو جمیع ما أثر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع بھی ہو اور اس کے ماسوا کے لیے مانع بھی، چنانچہ محدثین کرام اور ائمہ جرح وتعدیل نے اس ذمہ داری کو بخوبی انجام دیا، ثابت کو غیر ثابت سے ممتاز اور الگ کر کے ہمارے لیے بڑی سہولت مہیا کر دی کہ ان کے اقوال وآراء اور مناہج کی پیروی کر کے ہم صحیح راہ پر گامزن، اور ضلالت وگمراہی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

مگر بعض لوگوں کو اسلاف اور ان کے کارناموں پر اعتماد نہیں ہوتا، وہ ان کی آراء کو درخور اعتنا نہ رکھتے ہوئے خود اجتہاد کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں، اور چونکہ شرائط اجتہاد سے کورے اور عاری ہوتے ہیں اس لیے حق تک رسائی نہیں پاتے، اور ناپختہ تحقیق خود ساختہ تفسیر وتعلیل کی بناء پر

بہت سی ثابت باتوں کا انکار کر کے جادۂ سلف سے دور، ضلالت و گمراہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے شر سے ملت کو بچانے اور حق کو آشکارا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ درست تحقیق اور اسلاف کے منہج اور طرز پر اس قسم کی حرکتوں کا قلع قمع کیا جائے، صحیح اور محقق بات امت تک پہنچائی جائے۔ شعبۂ تخصص فی الحدیث اس سلسلے میں بڑی مدد فراہم کرتا ہے۔

زیر نظر رسالہ ''کشف البیان فی تخریج حدیث صوم النصف من شعبان'' اسی قسم کے جادۂ سلف سے منحرف ایک نظریے کا تحقیقی رد ہے، مفید اسلوب و جامع قالب میں ایک اچھی کاوش ہے، مسئلہ کی وضاحت، روایات کی تخریج، راویوں کے تراجم اور حدیث ضعیف و موضوع کے فرق، اور ان سے استدلال پر اچھی بحث کی گئی ہے سرزمین مالیگاؤں بجاطور پر اس قسم کے مباحث و مساعی کی مستحق ہے، جہاں سے سب سے پہلے اس طرح کے طرز عمل کا زمزمہ گونجا، اور سردست مولانا بلال احمد صاحب کی سرپرستی میں اس دیرینہ خواب کی تعبیر مدرسہ عثمانیہ، مالیگاؤں کے شعبہ تخصص فی الحدیث کی شکل میں نظر آ رہی ہے، اس مسئلے پر محدث کبیر علامہ اعظمی رحمہ اللہ نے سیر حاصل بحث کی ہے، جس کا اس رسالے میں بھی ذکر ہے، مولانا عبد الحفیظ صاحب مکی رحمہ اللہ کا ایک مستقل رسالہ ہے، نیز دیگر متعدد علماء کرام نے بھی اسے اپنا موضوع بنایا ہے، اللہ تعالی اس رسالے کے مؤلف، اور ان کے مساعدین کو اجر جزیل سے نوازے، اس تالیف اور اس قسم کی جمیع مساعی کو قبول فرمائے، امت کے لیے باعث اطمینان، اور ضلالت و گمراہی سے بچنے کا ذریعہ بنائے، اسلاف پر مکمل اعتماد اور ان کی اتباع کی توفیق بخشے، آمین یارب العالمین۔

نعمت اللہ اعظمی

(مولانا) نعمت اللہ اعظمی صاحب (دامت برکاتہم)

خادم التدریس دار العلوم دیوبند

۱۱؍رجب المرجب، ۱۴۴۶ھ، ۱۲؍جنوری ۲۰۲۵ء، بروز یکشنبہ

(بقلم: امداد اللہ امیر الدین مئوی قاسمی عفی عنہ، خادم التدریس جامعہ مفتاح العلوم، مئو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت مولانا محمد خالد سعید مبارک پوری دامت برکاتہم العالیہ
(استاذ شعبۂ تخصص فی الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور)

''کشف البیان فی تخریج حدیث صوم النصف من شعبان'' یہ رسالہ مدرسہ عثمانیہ مالیگاؤں کے قسم التخریج فی الحدیث کے منتہی درجہ کے طلبہ کی معاونت سے مفتی آصف عزیز قاسمی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔

اس رسالہ کا اکثر حصہ دیکھنے کا موقع ملا، اس میں پندرہویں شعبان کے روزے سے متعلق حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کو امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے؛ کی تخریج و تحقیق پیش کی گئی ہے، حدیث کے رجال پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے، نیز حدیث ضعیف و موضوع میں فرق کو واضح کیا گیا ہے اور حدیث ضعیف کو فضائل اعمال میں لانے کے سلسلے میں علماء ومحدثین کے تعامل وتساہل کو ذکر کیا گیا ہے، اور اسی طرح نصف شعبان کی شب (شب برأت) کی فضیلت میں وارد احادیث کا بھی محدثانہ جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

اور رسالہ کے آخر میں محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن الاعظمی رحمہ اللہ کا نصف شعبان کے روزے سے متعلق ایک مقالہ شامل کر دیا گیا ہے جس سے اس رسالہ کے اعتبار اور افادیت میں اضافہ ہوگیا ہے۔ بہر حال اس رسالہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حدیث ابن ماجہ

ضعیف ضرور ہے مگر اس کو موضوع کہنا درست نہیں، اور اس کا ضعف اس پر عمل سے مانع نہیں ہے، اور اسی طرح فقہاء کے اقوال اور فتاوی کے ذریعہ بھی نصف شعبان کے روزے کے استحباب کو ثابت کیا گیا ہے۔

مؤلف اور ان کے رفقاء کی یہ ایک اچھی کوشش ہے، اللہ تعالی اس سعی جمیل کو مؤلف، معاونین اور سرپرست سبھی کے حق میں قبول فرمائے اور امت کے حق میں نافع بنائے۔ (آمین)

محمد خالد سعید مبارکپوری

(مولانا) محمد خالد سعید مبارک پوری (مدظلہ العالی)

۲۰/رجب المرجب ۱۴۴۶ھ

تمہید

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ، ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا ، من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ، ونشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ ، ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ، صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم .

امابعد! اللہ تبارک وتعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ کے لیے عبادات کو مقرر کیا ہے تا کہ اللہ کا قرب حاصل ہو اور ان عبادات کے لیے اوقات اور جگہوں کو بھی متعین کیا اور ان جگہوں کو اور اوقات کو دوسرے اوقات اور جگہوں پر فضیلت بھی عطا فرمائی۔ انہی میں سے ایک پندرہ شعبان کی رات (شب برأت) کی فضیلت اور اس کے دن کا روزہ ہے۔

علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''لطائف المعارف'' (ص۲۶۱) میں فرماتے ہیں کہ ''اللہ کے نبی اکرم ﷺ سال کے اکثر مہینوں میں روزہ رکھا کرتے تھے اور خاص شعبان کے مہینے میں دوسرے مہینوں کے مقابلے میں زیادہ روزہ رکھا کرتے تھے، جیسا کہ بخاری اور مسلم کی روایت میں موجود ہے۔''

اسی شعبان کے مہینے میں نصف شعبان یعنی کہ پندرہ شعبان کا روزہ بھی ہے اور صرف اس کا روزہ رکھنا بھی مستحب اعمال میں سے ہے، چنانچہ حضرت امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ پندرہ شعبان کے روزے کی حدیث کو نقل کیا ہے جو ان شاء اللہ آگے آرہی ہے۔

اس کتابچے کا لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ آج کل ایک خاص فرقہ ''فرقہ غیر مقلدین'' جو اپنے

آپ کو حدیث پر عمل کرنے والا اور اللہ کے نبی ﷺ کی سنت کا پیروکار سمجھتا ہے، وہ خاص پندرہ شعبان کے روزے کو بدعت اور ناقابل عمل کہہ کر عوام الناس اور بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کرتا ہے، جبکہ یہ عمل حدیث شریف سے ثابت ہے اور علماء نے اس روزے کو مستحبات میں شمار کیا ہے، جیسا کہ اس کی تفصیل آرہی ہے۔

اسی بات کو دیکھ کر مدرسہ عثمانیہ کے ناظم مولانا ہلال احمد ابن مولانا عثمان احمد صاحب مدظلہ نے شرکائے تخصص فی الحدیث کو اس بات کے لیے پابند کیا کہ وہ اس روزے کے متعلق اور پندرھویں شعبان (شبِ برأت) کے متعلق احادیث کی تخریج کریں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تخریج مکمل ہوئی اور یہ مختصر سا کتابچہ جو دراصل عربی میں ہے، اسی کا خلاصہ ہم اردو میں پیش کررہے ہیں، وہ شرکائے تخصص فی الحدیث جو اس رسالے کی ترتیب میں شامل رہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں :

① مولوی ارشد ابن محمد یونس محوی (ریٹائرڈ لیکچرار و وائس ہیڈ مالیگاؤں جونیئر کالج)

(Rtd. Lecturer & Vice Head Malegaon Junior College)

② مولوی محمد انیس ابن عبدالغفور (ریٹائرڈ لیکچرار و وائس پرنسپل اے ٹی ٹی جونیئر کالج)

(Rtd. Lecturer & Vice Principal ATT Junior College)

③ مولوی حافظ عبدالرحمٰن ابن مولانا ہلال احمد عثمانی (ایم فارم، متعلّم پی ایچ ڈی)

(M. Pharm., Research Scholar in Pharmaceutical Science, SPPU, India)

④ مولوی سعد عامر ابن اشفاق احمد (ٹی وائی بی اے ان عربک)

(T.Y.B.A. in Arabic)

⑤ مولوی محمد طاہر ابن مولانا ہلال احمد عثمانی (ڈپلوما ان فارمیسی)

(D. Pharm)

جزاکم اللہ خیراً واحسن الجزاء

ہم حضرت الاستاذ بحر العلوم مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کے بہت ہی مشکور وممنون ہیں کہ حضرت نے اپنی عدیم الفرصتی اور پیرانہ سالی کے باوجود کتاب ہذا (عربی نسخہ) پر تصدیق وتقریظ تحریر فرما کر عزت افزائی فرمائی اور اس کتاب کی افادیت کو چار چاند لگا دیئے، جزاکم اللہ خیراً! اللہ تعالیٰ حضور والا کا سایۂ عاطفت صحت وعافیت کے ساتھ ہم پر تا دیر قائم رکھے۔ نیز حضرت مولانا محمد خالد سعید مبارک پوری دامت برکاتہم (استاذِ حدیث مظاہر العلوم، سہارنپور) کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اس کتاب پر تقریظ فرما کر ذرہ نوازی اور ہمت افزائی فرمائی، جزاکم اللہ خیراً!

اسی طرح ہم ان تمام ہی معاونین وشرکاء اور ان تمام لوگوں کا جو کسی بھی طرح اس کتابچہ کیلئے معاون وممدّ ثابت ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی شایانِ شان بدلہ عطا فرمائے۔ خاص طور سے ناظمِ مدرسہ عثمانیہ مولانا ہلال احمد صاحب مدظلہ العالی کو کہ جنھوں نے اس کارِ خیر کی جانب توجہ دلائی اور ہر طرح کی مدد اور رہنمائی فرمائی۔ اخیر میں بارگاہِ خداوندا میں دعا گو ہیں کہ اللہ ہماری اس حقیر کوشش اور کاوِش کو قبول فرما کر ہمیں ضلالت اور گمراہی سے بچائے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا امتی بنائے۔ آمین! وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

فقط والسلام

آصف عزیز قاسمی مالیگانوی عفا اللہ عنہ

استاذ تخصص فی الحدیث مدرسہ عثمانیہ، مالیگاؤں

۲۲/رجب المرجب ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳/جنوری ۲۰۲۵ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پندرہ شعبان کے روزے کے متعلق احادیث کی تخریج

حدیث نمبر ا : حدثنا الحسن بن علی الخلال ، حدثنا عبد الرزاق ، انبانا ابن ابی سبرة ، عن ابراهیم بن محمد ، عن معاویة بن عبد اللّٰه بن جعفر ، عن ابیه، عن علی بن ابی طالب رضی اللّٰه عنه ، قال : قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم : اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا نهارها ، فان اللّٰه ینزل فیها لغروب الشمس الی السماء الدنیا ، فیقول : ألا من مستغفرلی فأغفر له ، ألا مسترزق فارقه ألا مبتلیً فاعا فیه ، ألا کذا ألا کذا ، حتی یطلع الفجر . (اخرجه الامام ابن ماجه فی کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها ، فی باب ما جاء فی لیلة النصف من شعبان ، عن علی بن ابی طالب رضی اللّٰه عنه ، ص ۹۹ ، رقم الحدیث ۱۳۸۸)

(ترجمہ) امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب پندرہ شعبان کی رات آئے تو اس رات (عبادات کے لیے) قیام کرو اور اس دن کا روزہ رکھو، اس وجہ سے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس رات غروب شمس سے آسمان دنیا پر نزول (اللہ کی رحمت) فرماتا ہے، پھر ارشاد فرماتا ہے : ہے کوئی مجھ سے مغفرت کا طلب گار کہ میں اس کی مغفرت کروں، ہے کوئی رزق کا طلب گار کہ میں اسے رزق عطا کروں، کوئی پریشان شخص ہے کہ میں اس کی پریشانی دور کروں؟ اور بھی بہت سی چیزوں کے لیے ندا دی جاتی ہے، یہاں تک کہ فجر کا وقت ہو جائے۔“ (ابن ماجه شریف : ص ۹۹)

حدیث نمبر ۲ : حدثنا عبد اللّٰہ بن یوسف الاصبھانی ، اخبرنا ابو اسحاق ابراھیم بن احمد بن فراس المکی ، حدثنا محمد بن علی بن زید الصائغ ، حدثنا الحسن بن علی الخلال ، حدثنا عبد الرزاق ، انبانا ابن ابی سبرۃ ، عن ابراھیم بن محمد ، عن معاویۃ بن عبد اللّٰہ بن جعفر ، عن ابیہ ، عن علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ ، قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلتھا وصوموا یوما ، فان اللّٰہ تعالی یقول : الا من مستغفر لی فاغفر لہ ، الا مسترزق فارزقہ ، الا من سائل فاعطیہ ، الا کذا (الا کذا) حتی یطلع الفجر .

(اخرجہ البیھقی فی شعب الایمان، فی باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، ج ۳ ص ۳۰٤، رقم ۳٥٤۲)

(ترجمہ) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب ''شعب الایمان'' میں اپنی سند سے امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ والی ہی روایت کو نقل فرمایا ہے۔

یہ دو روایتیں خاص پندرہ شعبان کے روزے کے متعلق مروی ہیں جو درحقیقت ایک ہی روایت ہے دو سندوں کے ساتھ۔ پندرہ شعبان کی رات کی فضیلت کے بارے میں بہت سی روایات وارد ہیں جو آگے آئیں گی۔

وہ محدثین اور علماء جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ والی حدیث کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور اسے قابل عمل قرار دیا ہے

① علامہ شہاب الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۸۴۰ ھ) نے اپنی کتاب ''زوائد ابن ماجہ'' (ص ۲۰۳، حدیث نمبر ۴۵۳) میں ذکر کیا ہے اور کہا کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ (یعنی موضوع نہیں ہے، قابل عمل ہے۔)

② حدیث شریف کی مشہور و معروف کتاب ''مشکوٰۃ شریف'' میں علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ

(وفات ۷۳۷ھ) نے ''کتاب الصلوٰۃ فی باب قیام شہر رمضان''، فصل ثالث، ص ۱۱۵، حدیث نمبر ۱۲۳۰ میں ذکر کیا ہے۔

③ ''ترغیب وترہیب'' کے مصنف علامہ عبدالعظیم منذری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۶۵۶ھ) نے ''باب الترغیب فی صوم شعبان وفضل لیلۃ نصفہ'' ج ۳ ص ۴۴۱، حدیث نمبر ۶۲۳ میں نقل کیا ہے۔

④ فن اسماء الرجال کے بڑے امام، ''تہذیب الکمال'' کتاب کے مصنف علامہ جمال الدین مِزی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۷۴۲ھ) نے اپنی تخریج حدیث کی مشہور کتاب ''تحفۃ الشراف بمعرفۃ الاشراف'' ج ۷ ص ۶۴، حدیث نمبر ۱۰۱۶۳ میں بیان کیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ ''اسنادہ ضعیف'' یعنی ''اس کی سند ضعیف ہے۔'' (یعنی موضوع نہیں ہے۔)

⑤ بخاری کے مشہور ومعروف حنفی شارح علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۸۵۵ھ) نے ''عمدۃ القاری شرح بخاری''، کتاب الصوم، باب صوم شعبان میں، سنن ابن ماجہ کی حدیث کو جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نصف شعبان کی حدیث منقول ہے، اسے ذکر کر کے حکم لگایا کہ ''اسنادہ ضعیف'' یعنی ''اس کی سند ضعیف ہے۔'' (موضوع نہیں ہے۔)

⑥ مشہور ومعروف حدیث شریف کے ناقد علامہ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۸۰۶ھ) نے اپنی کتاب ''تخریج احادیث احیاء العلوم'' ج ۱ ص ۱۵۷، حدیث نمبر ۶۳۴ میں ذکر کیا ہے اور یہ حکم لگایا کہ ''اسنادہ ضعیف'' یعنی ''اس کی سند ضعیف ہے۔'' (موضوع نہیں ہے۔)

⑦ ہندوستان کے مشہور ومعروف محدث علامہ علاء الدین علی المتقی برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۹۷۵ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال''، باب لیلۃ نصف من شعبان، ج ۱۲ ص ۳۱۴، حدیث نمبر ۳۵۱۷۷ میں ابن ماجہ اور شعب الایمان کی پندرھویں شعبان والی حدیث نقل فرمائی ہے۔

⑧ مشہور ومعروف حنفی عالم، مشکوٰۃ شریف کے شارح، ملا علی قاری ہروی مکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات

۱۰۱۴ھ) نے نصف شعبان کی فضیلت اوراس کے روزے کے متعلق ایک کتاب لکھی جس کا نام ''التبیان فی بیان مافی لیلۃ النصف من شعبان'' میں شب براءت کی فضیلت اوراس کے روزے کے بارے میں اسی حدیث کو ذکر کرکے اس کے مستحب ہونے کوقرار دیا۔(مجموعہ رسائل ملا علی قاری : ج ۳ رسالہ نمبر ۲۶ ، ص ۴۵)

⑨ مشہور ومعروف مفسر جلالین کے مصنف علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۹۱۱ھ) نے اپنی تفسیر ''الدر المنثور فی التفسیر بالماثور''، فی تفسیر سورۃ الدخان، ج ۱۳ ص ۲۵٦ میں اس روایت کوذکر کیاہے اوراس کی فضیلت اورروزے کوثابت کیاہے۔

⑩ گجرات کے بلند پایہ محدث، ''مجمع بحارالانوار'' کے مصنف، علامہ محمد بن طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۹۸٦ھ) نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الموضوعات''، فی باب الصلوٰۃ، فی باب الخامسہ، ص ۴۵ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو ذکر کرکے فرمایا کہ یہ روایت ضعیف ہے۔(موضوع نہیں فرمایا۔)

⑪ مشہور ومعروف حنبلی عالم علامہ ابن رجب حنبلی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۷۹۵ھ) نے اپنی کتاب ''لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف'' (یعنی سال بھر کے مہینوں کے وظائف اوراعمال)، ص ۲٦۱ میں وظائف شعبان کے اندر نصف شعبان کی فضیلت اورروزے کے متعلق اس حدیث کونقل کرکے ارشادفرمایا کہ تنہا (صرف) پندرہ شعبان کا روزہ مستحب ہے۔ کوئی ممنوع نہیں ہے۔

⑫ علامہ محمد بن علی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۵۰ھ) نے اپنی کتاب ''الفوائد الجموعہ''، ص ۵۱ میں اس حدیث کو ذکر کرکے کہا کہ ''اسنادہ ضعیف''یعنی ''اس کی سند ضعیف ہے۔'' (موضوع نہیں ہے۔)

⑬ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب ''احیاء العلوم'' کے شارح ، علامہ مرتضیٰ حسن الہندی

الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۰۵ھ) نے اپنی کتاب ''اتحاف السادۃ المتقین''، ج ۳ ص ۴۲۵ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث کو ذکر کرکے کہا کہ ''اسناده ضعيف''. یعنی ''اس کی سند ضعیف ہے۔'' (موضوع نہیں ہے۔)

''ابن ماجہ'' کی حدیث کے راویوں کے حالات

① (امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ) حسن بن علی الخلال :

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تہذیب التہذیب'' (ج ۲ ص ۵۶) میں نقل کیا ہے کہ......

قال ابو داود : كان عالما بالرجال ، قال النسائى : ثقة ، قال الامام احمد : ما اعرفه بطلب الحديث ، قال الخطيب ابو بكر : كان ثقة .

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ علم رجال کے بہت بڑے عالم تھے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ قرار دیا۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں ثقہ فرمایا ہے۔

② عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور و معروف شاگرد):

اسماء الرجال کی مشہور کتاب ''تہذیب الکمال'' (ج ۴، ص ۴۹۸) اور ''تہذیب التہذیب'' (ج ۴، ص ۱۶۷) میں نقل کیا ہے کہ ''سفیان ثوری، سفیان ابن عیینہ، معمر بن راشد، معتمر بن سلیمان اور ابن ابی سبرہ وغیرہ سے احادیث نقل کرتے ہیں۔''

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہم اور محدثین کی ایک بڑی جماعت ان سے حدیث کو نقل کرتی ہے۔

③ ابن ابی سبرۃ (انھیں کی وجہ سے نصف شعبان والی روایت پر محدثین نے کلام کیا ہے):

ان کا نام ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ مدنی اور اپنے زمانے کے مشہور و معروف قاضی

اور فقیہ تھے۔ ان کا سلسلہ نسب مشہور بدری صحابی سیدنا ابو رہم القرشی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ یہ صحابیٔ رسول ان کے پردادا ہیں۔

یہ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ اور اعرج رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''میزان الاعتدال'' (ج ۷ ص ۳۴۱، باب الکنی) میں فرماتے ہیں :

ضعفه البخاری ، وغیره ، وروی عبد الله وصالح ابنا احمد عن ابیهما قال : کان یضع الحدیث ، وقال ابو داود : کان مفتی اهل المدینة ، وروی عباس عن ابن معین ، قال : قدم هاهنا ، قال النسائی : متروک ، قال ابن معین : لیس حدیثه بشیء .

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے ان کی تضعیف کی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث گھڑا کرتے تھے۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ یہ مدینہ منورہ کے مفتیوں میں سے ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں متروک قرار دیا۔ امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی حدیث کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ''تہذیب التہذیب'' (ج ۷ ص ۳۰۱، باب الکنی) میں فرماتے ہیں :

قال الغلابی عن ابن معین : ضعیف الحدیث ، وقال ابن المدینی : کان ضعیفا للحدیث ، وقال مرة : کان منکر الحدیث ، وقال الجوزجانی : یضعف حدیثه ، وقال البخاری : ضعیف ، وقال مرة : منکر الحدیث .

ابن معین رحمۃ اللہ علیہ اور علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں ضعیف الحدیث کہا ہے۔ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا قول منکر الحدیث کا بھی ہے۔ علامہ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ ان کی حدیث کو ضعیف قرار دیتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں ضعیف اور کبھی منکر الحدیث بھی فرمایا ہے۔

ان کے متعلق مزید تفصیلی کلام آگے آ رہا ہے جہاں ان کے بارے میں وضاحتی کلام ہوگا۔

④ ابراہیم بن محمد :

یہ ابن ابی سبرہ کے استاذ اور ان کے ہم عصر ہیں۔علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''میزان الاعتدال'' (ج۱ص۱۸۶) میں نقل کیا ہے کہ ذكره ابن حبان فی الثقات .یعنی کہ یہ ثقہ درجے کے راوی ہیں۔

⑤ معاویہ بن عبداللہ بن جعفر (مشہور و معروف صحابی سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں):

''تہذیب التہذیب'' (ج۶ص ۳۳۴) میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں :

قال العجلی : ثقة ، وذكره ابن حبان فی الثقات ، وذكره البخاری فی اللباس من صحيحه .

علامہ عجلی رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں ثقہ قرار دیا۔ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الثقات'' میں بیان کیا ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں کتاب اللباس میں روایت نقل کی ہے۔

⑥ عن ابیہ عبد اللہ بن جعفر (یہ ''ردیف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' سے مشہور ہیں اور سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں):

بن ابی طالب بن عبد مناف بن ہاشم۔ان کی پیدائش حبشہ میں ہوئی جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے۔انھیں صغار صحابہ میں شمار کیا گیا۔یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت بھی کرتے ہیں۔جب ان کے والد سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی کفالت کی۔ان کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھیں۔ان کی وفات کے متعلق علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ۸۰ھ میں ہوئی۔ایک قول ۸۴ھ اور ۸۵ھ کا بھی ہے۔(سير اعلام النبلاء : ج ۳ ص ٤٥٦)

⑦ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (خلفائے راشدین میں آپ کا شمار چوتھے نمبر پر ہوتا ہے):

امیر المومنین علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہاشمی قریشی۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کے چچازاد بھائی، بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، بعثت سے ۱۰ پہلے آپ کی پیدائش ہوئی۔ تبوک کے علاوہ آپ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور آپ کے بہت سے فضائل ہیں۔ ۱۷ر رمضان ۴۰ھ کی رات میں آپ کی شہادت ہوئی۔ آپ کی مدت خلافت پانچ سال کے قریب رہی۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة ، علامه ابن حجر)

''شعب الایمان'' کی حدیث کے راویوں کے حالات

① حدثنا عبد اللہ بن یوسف الاصبہانی :

آپ اپنے وقت کے بہت بڑے امام، محدث اور اپنے زمانے کے شیخ الصوفیہ سے مشہور تھے۔ نیشاپور کو اپنا وطن بنالیا تھا۔ ۳۱۵ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی اور شیخ الحرم ابوسعید بن اعرابی کی صحبت اختیار کی اور اکثر انھیں سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے شاگردوں میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، ابوالقاسم القشیری اور بہت سارے حضرات ہیں۔ آپ کی وفات رمضان المبارک ۴۰۹ھ میں ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء: ج ۷ ص۲۳۹)

② ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن فراز المکی :

ثقہ اور مقبول درجے کے راوی ہیں۔ ان کے پاس سعید بن منصور کی کتابیں تھیں۔ اور ان سے نقل کرنے والے محمد بن علی الصائغ ہیں۔ (تاریخ الاسلام للذهبی : ج ۷ ص ۸۹۸)

③ محمد بن علی بن زید الصائغ :

امام، محدث اور ثقہ درجے کے راوی ہیں۔ یہ قعنبی اور سعید بن منصور وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے نقل کرنے والے مشہور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ ایک بڑی

جماعت ہیں۔ان کی وفات مکہ مکرمہ میں ہوئی۔(سیر اعلام النبلاء : ج ۱۳ ص ۴۲۹)

بقیہ وہی راوی ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک جو سنن ابن ماجہ میں ہیں جن کے حالات اوپر گزر چکے ہیں۔

ابن ماجہ اور شعب الایمان بیہقی کی حدیث کے راویوں میں تمام کے تمام ثقہ اور اعلیٰ درجے کے راوی ہیں۔صرف ابن ابی سبرہ ہیں کہ جن پر محدثین نے کلام کیا ہے، جیسا کہ ان کے حالات میں گزر چکا۔

ابن ابی سبرہ کے بارے میں صحیح بات محدثین کے اقوال کی روشنی میں

اکثر ائمۂ محدثین نے ان کی تعریف اور مدح کی ہے اور ان کی تضعیف پر اکتفا کیا ہے۔اور ابن ابی سبرہ کے بارے میں، جیسا کہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''میزان الاعتدال'' اور ''سیر اعلام النبلاء'' میں یہ بات ذکر کی ہے کہ یہ اپنے زمانے کہ مسلمانوں کی تین بڑی سلطنت (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور عراق) کے قاضی القضاۃ اور مفتیٔ اعظم تھے اور ان کے اساتذہ بڑے بڑے محدثین اور علماء تھے۔ان کے تلامذہ بھی مشہور و معروف ہیں۔اس وجہ سے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ یہ واضع حدیث (حدیث کو اپنی طرف سے گھڑنے والے) ہوں۔کیا یہ بات ممکن ہے کہ تین عظیم سلطنتوں کے قاضی ایک فاسق شخص ہو؟

اس بات کی وضاحت اس طرح ہے کہ شریعت میں ثقہ اس شخص کو کہتے ہیں جو شریعت کے احکام پر خود چلتا ہو، جبکہ قاضی اسے کہا جاتا ہے جو احکام شریعت لوگوں پر نافذ کرتا ہو۔اور انسان کے قاضی ہونے کی اہلیت کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو۔

اور یہ بات تو معلوم ہے کہ جو شخص حدیث کو وضع (اپنی طرف سے بیان) کرتا ہو، وہ گناہ

کبیرہ کا کرنے والا ہے اور گناہ کبیرہ حرام اور عظیم جرم ہے، پس کیسے ہوسکتا ہے کہ قاضی فاسقین میں سے ہو؟ یہ بات عقل کے بھی خلاف ہے کہ اسے قضاء کے عہدے کے لیے اہل سمجھا جائے۔

بلکہ حق اور سچ بات یہ ہے کہ قاضی اور مفتی کی باتیں اس کے سچے اور ثقہ ہونے پر دلالت کرتی ہے، نہ کہ جھوٹا ہونے پر۔ ہاں! ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ وہ (ابن ابی سبرہ) حدیث کے نقل کرنے میں ضعیف واقع ہوئے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اکثر اوقات قضاء کے امور میں مشغول رہے اور شرعی احکام کے متعلق فتویٰ دینے میں اپنے آپ کو لگائے رکھا۔ حدیث شریف کے فن کے لیے انھیں فرصت نہ مل سکی کہ وہ اس شان کے محدثین میں شمار ہوں، جیسا کہ فن حدیث کے اندر مشغول محدثین کی شان ہوتی ہے۔

فن اسماء الرجال کے علماء اور محدثین کی فیصلہ کن بات

اس وجہ سے جن حضرات نے ابن ابی سبرہ کے اوپر، (جیسا کہ امام احمد بن حنبل اور علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہما نے وضع حدیث کی بات کہی ہے)، وہ مبالغے سے خالی نہیں ہے، کیونکہ محدثین کا مسلمہ قاعدہ ہے جیسا کہ علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''شرح نخبۃ الفکر'' میں ہے :

اکثر الحفاظ علی قبول التعدیل بلا سبب وعدم قبول الجرح الا بذکر السبب . (الرفع والتکمیل : ص ۸)

یعنی جب کسی راوی پر جرح مبہم (غیر واضح، جرح کا سبب نہ بیان کیا گیا ہو) ہوتو وہ جرح قابل قبول نہیں ہوتی جب تک کہ اس کی تفصیل نہ ذکر کیا جائے۔

اس وجہ سے ابن ابی سبرہ کے بارے میں سب سے معتدل قول حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو ''تاریخ کبیر'' (ج ۱۱ ص ۷۳ باب الکنی) میں کہا ہے کہ'' انه ضعیف الحدیث . '' ''وہ حدیث میں ضعیف راوی ہیں۔'' نیز علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے یہی نقل

کیا۔ اسی معتدل قول کو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ''عمدۃ القاری شرح البخاری'' اور علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ''لطائف المعارف'' میں اختیار کیا ہے۔

ان تمام وجوہات کے باوجود محدثین اور علماء نے جو ابن ماجہ کے حواشی اور شروحات اور احادیث کی تخریج کی ہے، ان میں سے کسی نے بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو جس کی سند میں ابن ابی سبرہ آتے ہیں، کسی نے بھی موضوع نہیں کہا ہے اور نہ سنن ابن ماجہ کے موضوعات میں اس روایت کو شمار کیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے حضرت علامہ عبد الرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الامام ابن ماجه وکتابه السنن'' دیکھی جاسکتی ہے۔

ضعیف حدیث اور موضوع کے درمیان فرق

(اس بحث کو ہم یہاں پر اس لیے بیان کررہے ہیں تاکہ شب براءت اور پندرہ شعبان کے روزے کی حدیث ''ضعیف'' ہے، ''موضوع'' نہیں ہے، نیز جو لوگ ضعیف اور موضوع کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں، انھیں یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ ضعیف حدیث فضائل، ترغیب و ترہیب اور ثواب وعقاب کے بارے میں قابل عمل اور قابل بیان ہے اور موضوع کا حکم اس کے بالکل برعکس ہے جو مندرجہ ذیل مختصر سی بحث میں قارئین سمجھ جائیں گے۔ ان شاء اللہ)

ضعیف حدیث کی تعریف :

ضعیف حدیث: ہر اس حدیث کو کہتے ہیں کہ جس میں صحیح حدیث اور حسن حدیث کی صفات جمع نہ ہو۔ اور سب سے بہتر ضعیف حدیث کی تعریف وہ ہے کہ جس میں حدیث مقبول کی شرطیں نہ پائی جاتی ہوں۔ حدیث مقبول کی چھ شرطیں ہیں :

......عدالت : ایسی قوت جو مسلمان کو تقویٰ اور مروت کو پیدا کرنے والی ہو۔

......ضبط : کسی چیز کو دل و دماغ اور تحریر میں اچھی طرح سے محفوظ کرلینا۔

......اتصال : ایسی روایت کہ اس کا کوئی راوی اپنے استاذ سے نقل کرنے میں نہ چھوٹے۔

......شذوذ کا نہ ہونا : ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ کی مخالفت نہ کرے۔

......علت قادحہ: (ایسی علت جو سند کو مجروح کرتی ہو)

......کسی اور کی طرف سے تقویت کا ہونا : یعنی کوئی اور روایت یا راوی کی اس کی تقویت کرتا ہو۔

ضعیف حدیث کے بیان کرنے کا حکم :

ضعیف حدیث کو ذکر کرنا جائز ہے، اس شرط کے ساتھ کہ اس کا تعلق عقائد، حلال وحرام اور دوسرے احکام شریعت سے نہ ہو۔ اور اگر اس کا تعلق پند ونصائح، ترغیب وترہیب، فضائل اور قصص سے ہو تو حدیث ضعیف کو ذکر کرنا اور اس سے استدلال کرنا جائز ہے اور یہی جمہور محدثین اور علماء کا مسلک ہے، جیسا کہ سفیان ثوری (وفات ۱۶۱ھ)، عبد اللہ بن مبارک (وفات ۱۸۱ھ)، عبدالرحمٰن بن مہدی (وفات ۱۹۸ھ)، امام احمد بن حنبل (وفات ۲۴۱ھ)، امام بخاری (وفات ۲۵۶ھ)، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم۔ (الکفایة فی معرفة اصول الروایة للخطیب البغدادی : ص ۱۳۳ ، علوم الحدیث لابن الصلاح : ص ۹۳)

مذکورہ نصف شعبان کے روزے اور رات کی فضیلت والی حدیث ''ضعیف'' ہے، جیسا کہ ماقبل میں علماء کے اقوال کی روشنی میں ذکر کیا گیا، اس وجہ سے اسے ''موضوع'' اور نا قابل عمل کہنا نادانی اور علم حدیث سے ناواقفیت کی دلیل ہے اور جبکہ پندرہ شعبان کے روزے کی اصل حدیث صحیح میں موجود ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ سے ہر مہینے کے ایام بیض (۱۳، ۱۴، ۱۵ چاند کی تاریخ) کا روزہ رکھنا ثابت ہے۔

موضوع (حدیث) کی تعریف :

محدثین نے موضوع (حدیث) اسے کہا ہے جو نبی ﷺ سے ثابت نہ ہو، نہ قولاً، نہ فعلاً، نہ

تقریراً، نیز آپ ﷺ کی جانب اسے منسوب کردیا گیا ہو، غلطی سے یا جان بوجھ کر، یا ناواقفیت یا شرارت کے طور سے۔ (تدریب الراوی للامام السیوطی : ج ۱ ص ۲۳٤ ، وفتح المغیث للامام السخاوی : ج ۱ ص ۲۳٤)

موضوع (حدیث) کو بیان کرنے کا حکم :

تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ موضوع (حدیث) کو بیان کرنا حرام ہے، جبکہ اس کا موضوع ہونا معلوم ہو، چاہے وہ احکام میں ہو، قصص یا ترغیب وترہیب یا ثواب وعقاب ہو، یا اس کے علاوہ (کسی بھی چیز) کے بارے میں۔

ہاں، اس کے موضوع ہونے کو بتلانا مقصود ہو تو بیان کرنا جائز ہے اور ساتھ میں یہ بھی بیان کرے کہ اسے حدیث نہیں کہہ سکتے۔ مسلم شریف اور ابن ماجہ کی حدیث کی بنا پر جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا :

من حدث عنی بحدیث یری انه کذب فهو احد الکاذبین . (مقدمہ مسلم : ص ٦ ، سنن ابن ماجه : ص ٥)

یعنی ”جس شخص نے میری جانب سے کوئی حدیث بیان کی اور بیان کرنے والا جانتا ہو کہ وہ جھوٹ (میری طرف سے) ہے تو وہ بہت سارے جھوٹوں میں سے ایک ہے۔“

علامہ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے شک موضوع تمام احادیث ضعیفہ میں سب سے بری قسم ہے، لہذا موضوع (حدیث) کا روایت کرنا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے۔ موضوع احادیث کے علاوہ جتنی بھی ضعیف احادیث ہیں کہ جن کے حقیقت میں سچ ہونے کا احتمال ہو تو اس کا روایت کرنا جائز ہے، ترغیب وترہیب، فضائل اور ثواب وعقاب میں۔ (مقدمہ ابن صلاح : ص ۱۰۳)

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نصف شعبان کے روزے کی روایت ضعیف ہے

اوراس کا بیان کرنا، نقل کرنا اوراس پر عمل کرنا جمہور محدثین اور علماء کے نزدیک ''جائز'' ہے۔

ضعیف حدیث سے مستحب کا ثبوت محدثین اور علماء کے نزدیک

ماقبل میں مختصراً یہ بات گزر چکی کہ ضعیف حدیث فضائل اور ترغیب وترہیب کے باب میں مقبول اور معمول بہ ہے، جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاذکار'' (ص۵) میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ :

یجوز ویستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترهیب للحدیث الضعیف ما لم یکن موضوعاً.

''جمہور محدثین علماء اور فقہاء کا کہنا ہے کہ فضائل، ترغیب وترہیب اور ثواب وعقاب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا مستحب ہے جب تک کہ وہ حدیث موضوع نہ ہو۔''

محدثین اور علماء کا ضعیف حدیث سے استدلال کرنے پر چند مثالیں

امام بخاریؒ کا ضعیف حدیث سے استدلال کرنا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بخاری شریف میں بھی بہت سے مواقع پر ضعیف حدیث کو مستدل (شواہدات) کے طور سے نقل کیا ہے، جیسا کہ بخاری شریف (ج ۱ ص ۲۷) باب الوضوء ثلاثاً میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پانی کا برتن منگایا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے ہتھیلیوں پر پانی کو تین مرتبہ انڈیلا (بہایا) اور دونوں ہتھیلیوں کو دھویا، لیکن اپنے دائیں ہاتھ کو برتن میں نہیں ڈالا۔ اس روایت میں حمران جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں، اگرچہ بعض کے نزدیک ثقہ بھی ہیں، لیکن

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے وضو کی فضیلت کے بارے میں حدیث کو لیا ہے۔

ایسے ہی حدیث ہے :

كن في الدنيا كانك غريب او عابر سبيل .

(بخاری شریف : كتاب الرقاق ، ج ۲ ص ۹۴۹)

"دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی غریب آدمی رہتا ہے یا جیسے مسافر رہتا ہے۔"

اس حدیث کی سند میں محمد بن عبدالرحمٰن الطفاوی ہیں جنھیں محدثین نے منکر الحدیث قرار دیا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ فتح الباری (ص ۶۱۵) میں فرماتے ہیں کہ یہ طفاوی کی روایت ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اور بخاری کی غرائب احادیث میں سے ہے جن کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تشدد نہیں کیا، کیونکہ یہ ترغیب اور ترہیب کی احادیث میں سے ہے۔ وهذا انفرد به الطفاوی ، وهو من غرائب الصحيح ، وكان البخاری لم يشدد فيه ، لكونه من احاديث الترغيب والترهيب .

اسی طرح امام بخاریؒ کی مشہور و معروف کتاب "الادب المفرد" میں ۲۰۰ سے زائد ضعیف احادیث موجود ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا ضعیف حدیث سے دلیل پکڑنا

امام محمد بن اسحاق بن مندہ اپنی کتاب "شروط الائمۃ" (ص ۷۳، مطبوعہ ریاض) میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں :

كان من مذهب النسائی ان يخرج عن كل من يجمع على تركه.

یعنی "امام نسائی کا مذہب یہ ہے کہ ہر اس راوی سے روایت لیتے ہیں جس کے ترک پر اجماع نہ ہو۔ چنانچہ نسائی شریف اور نسائی کبریٰ وغیرہ کتابوں میں بہت سی ضعیف روایتیں ہیں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کا ضعیف حدیث سے استدلال کرنا

ابوداؤد شریف میں غسل جنابت کے باب میں ضعیف حدیث سے استدلال کرتے ہیں، چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے :

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : ان تحت کل شعر جنابۃ فغسل الشعر وانقوا البشر .

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں ایک راوی حارث بن وجیہ ہے۔

حدیثه منکر وھو ضعیف .

کہ یہ راوی ضعیف ہے، لیکن اس کی روایت لا کر استدلال کیا۔ (ابو داود شریف : باب الغسل من الجنابة ص ۳۳)

اور بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ضعیف حدیث سے استدلال

ترمذی شریف میں سیکڑوں مثالیں ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف حدیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ اہل علم کا اس حدیث کے اوپر عمل ہے اور بہت سی مرتبہ وہ حدیث احکام میں اور اکثر فضائل میں ہوتی ہے۔ مثال ملاحظہ ہو :

فقہاء نے لکھا ہے، مستحب یہ ہے کہ جو اذان دے، وہی اقامت بھی کہے۔ موذن کی اجازت کے بغیر دوسرے کا اقامت کہنا مکروہ ہے۔ ترمذی شریف کے ”باب ماجاء من اذن فھو یقیم “میں ہے کہ جو اذان کہے، وہی امامت بھی کہے۔ سیدنا زیاد بن حارث الصدائی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے :

امرنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اؤذن فی صلاۃ الفجر فاذنت فاراد

بلال ان یقیم، فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان اخاصداء قد اذن ومن اذن فھو یقیم.

اس حدیث کی سند میں ایک راوی زیاد بن نعیم الحضرمی ہیں جن کے بارے میں خود امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ :

ھو ضعیف عند اھل الحدیث، والعمل علی ھذا عند اکثر اھل العلم.

یہ روایت ضعیف ہے اور اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ (ترمذی شریف ص۵۰)

اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ ہم اس کتابچے کے زیادہ طویل ہونے کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

پندرہ شعبان کے روزے کے مستحب ہونے کا ذکر مسالک اربعہ کی کتابوں سے

(ا) مسلک احناف : احناف کے مشائخ اور علماء نے پندرھویں شعبان کے روزے کو مستحب قرار دیا ہے جن میں سے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''نور الایضاح'' کے مصنف علامہ شرنبلانی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانے کے بہت بڑے فقیہ اور حنفی علماء کے سردار تھے، اپنی کتاب ''امداد الفتاح شرح نور الایضاح'' (ص ۱۵۴) میں اس روزے کو مستحب قرار دیا۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے اپنے رسالے ''تبیان'' (ص ۴۵) میں مستحب فرمایا ہے۔ ایسے ہی ہمارے اکابرین میں سے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''بہشتی زیور'' (حصہ سوم، ص ۱۰) : (مسئلہ) شب براءت کی پندرھویں اور عید کے چھ دن نفل روزے رکھنے کا بھی اور نفل روزوں سے زیادہ ثواب ہے، مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''تعلیم الاسلام'' (حصہ چہارم، مستحب روزوں کا بیان) میں فرمایا: فرض اور واجب اور سنت روزوں کے بعد تمام روزے مستحب ہیں، لیکن بعض روزے ایسے ہیں جن میں ثواب زیادہ ہے، جیسے شوال میں چھ

روزے، ماہ شعبان کے پندرھویں تاریخ کا روزہ، مفتی اعظم دار العلوم دیوبند مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتاویٰ دار العلوم دیوبند'' (ج ٦ ص ٥٠)، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ''فتاویٰ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ'' (ص ٤٣)، حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شب براءت کی حقیقت'' (ص ٤٧)، حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم ہند نے ''فتاویٰ محمودیہ'' (ج ١٠ ص ٢٠٣)، مولانا سید زوار حسین مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ''عمدۃ الفقہ'' (ج ٣ ص ١٨٧، مستحب روزوں کا بیان)، مفتی عبد الشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ''بارہ مہینوں کے فضائل و احکام'' (ص ٢٦، ماہ شعبان کے تعلق احکام اور فضائل میں)، مفتی نعیم الدین استاذ حدیث جامعہ مدنیہ لاہور نے ''شب براءت کی فضیلت'' (ص ١٦٠)، ماہ نامہ دار العلوم دیوبند بابت شعبان ١٤٣٤ھ، ص ١٢ میں اس روزے کو مستحب قرار دیا ہے۔ مزید ان تمام علماء اور مفتیان کرام نے بھی پندرہ شعبان کے روزے کو مستحب لکھا ہے۔

(٢) مسلک مالکیہ : علامہ احمد بن محمد دردیر رحمۃ اللہ علیہ جو مالکیہ کے بڑے علماء میں سے ہیں، انھوں نے نصف شعبان کے روزے کو مستحب قرار دیا ہے ۔ (شرح الصغير على اقرب المسالك : ج ١ ص ٦٩٢)

(٣) مسلک شافعیہ : مشہور و معروف محدث، ''مجمع الزوائد'' کتاب کے مصنف علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ (ج ١ ص ٨٠) میں، ایسے ہی علامہ شمس الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ''فتاویٰ'' (ج ٢ ص ٧٩) میں نقل کرتے ہیں کہ کسی نے سوال کیا کہ نصف شعبان کے روزے کے بارے میں جو ابن ماجہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ وہ مستحب ہے کہ نہیں اور وہ حدیث صحیح ہے کہ نہیں؟ اس پر جواب دیا کہ پندرہ شعبان کا روزہ مسنون ہے۔ ایسے ہی ایام بیض (١٣، ١٤، ١٥) کا روزہ بھی مسنون ہے اور یہ حدیث قابل حجت ہے۔

(٤) مسلک حنابلہ : حنابلہ کے مشائخ میں سے ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب

''لطائف المعارف'' (ص ۲۶۱)، شیخ علی بن سلیمان حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الانصاف'' (ج ۳ص ۳۴۷) میں پندرہ شعبان کے روزے کو مستحب ومندوب قرار دیا ہے۔

پندرہ شعبان کے روزے کی حدیث کو علماء نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے، لیکن ''موضوع'' نہیں کہا ہے کہ جس پر عمل نہیں کرسکتے۔

پندرھویں شعبان (شبِ برأت) کی رات کی فضیلت کے متعلق احادیث

صحابۂ کرام کی ایک جماعت جن میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما، سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں۔

حدیث معاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنہ، عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، قال: یطلع اللّٰہ الی جمیع خلق فی لیلۃ النصف من شعبان، فیغفر لجمیع خلقہ الا المشرك او مشاحن. (اخرجه ابن حبان فی صحیحه، والبیهقی فی شعب الایمان)

حدیث عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا، قالت: ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: أتانی جبرئیل، فقال: ھذہ لیلۃ النصف من شعبان وللّٰہ فیھا عتقاء من النار بعدد شعور غنم کلب لا ینظر اللّٰہ فیھا الی مشرك، ولا الی مشاحن، ولا الی قاطع رحم، ولا الی مسبل، ولا الی عاق لوالدیہ، ولا الی مدمن خمر. (مجمع الزوائد)

حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللّٰہ عنہ، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: اذا کان لیلۃ النصف من شعبان ینزل اللّٰہ تبارك وتعالی الی السماء الدنیا فیغفر لعبادہ الا ما کان من مشرك او مشاحن لاخیہ. (مسند البزار)

(ترجمہ) تمام حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نصف شعبان کی رات میں تمام مخلوق کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے، سوائے مشرک اور کینہ کپٹ رکھنے والا، کسی کا قاتل، قطع رحمی کرنے والا، ماں باپ کا نافرمان اور شرابی۔

مشہور و معروف غیر مقلد عالم شیخ البانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں کہتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے پندرھویں شعبان کی فضیلت کے متعلق احادیث مختلف سندوں سے مروی ہے۔ اگرچہ بعض ان میں ضعیف ہے، لیکن ایک دوسرے سے آپس میں تقویت ہوجاتی ہے۔ اس وجہ سے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ پندرھویں شعبان کی فضیلت کے متعلق جو احادیث ہیں، وہ صحیح نہیں ہیں تو ان کی اس بات پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے اور ان کا یہ قول جلد بازی اور احادیث کے سندوں کے بارے میں ناواقفیت پر دلیل ہے۔ (سلسلة الاحاديث الصحيحة : ٣ / ١٣٥)

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا پندرھویں شعبان کی فضیلت کی احادیث کے متعلق فرمان

مشہور و معروف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم" (جلد ۲ ص ۱۳۶) میں فرماتے ہیں کہ پندرھویں شعبان کی فضیلت کے بارے میں بہت سی احادیث شریفہ اور آثار منقول ہیں جو اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ یہ فضیلت والی رات ہے اور بہت سے سلف صالحین اس رات میں اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ کچھ علمائے اہل مدینہ وغیرہ کا یہ کہنا ہے کہ اس رات کی فضیلت ثابت نہیں ہے اور جو احادیث اس رات کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں، وہ اس کے اندر مجروح (ضعیف) قرار دیتے ہیں۔

لیکن اکثر اہل علم اور ہمارے اصحاب (یعنی علمائے حنابلہ وغیرہ) اس رات کی فضیلت کو مانتے ہیں اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد احادیث اپنی سنن کے اندر نقل کی ہیں جو

اس بات کی دلیل ہے کہ یہ رات فضیلت والی ہے۔ اور بہت سی مسانید وسنن میں ان روایات کو نقل کیا گیا ہے۔

اس رات کی فضیلت کے متعلق آثار

مشہور ومعروف تابعی عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر کے بعد سب سے افضل رات پندرھویں شعبان کی رات ہے۔

نیز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پانچ راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے: (۱) جمعہ کی رات، (۲) عید الاضحیٰ کی رات، (۳) لیلۃ الفطر کی رات، (۴) یکم رجب کی رات، (۵) پندرھویں شعبان کی رات۔ (لطائف المعارف علامه ابن رجب حنبلی : ص ۳۲۹)

پندرھویں شعبان کی رات کی خاص دعا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اس رات کی خاص دعا، اللہ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہے:

اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.

(ترجمہ) ”اے اللہ! میں تیرے غضب سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں، تیری سزا سے تیرے معافی کی پناہ میں آتا ہوں اور میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس طرح جیسے تجھ سے پناہ مانگی جاتی ہے، جیسا کہ تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔“ (شعب الایمان بیہقی : ۳ / ۲۵۰)

پندرھویں شعبان کی رات کی مشہور اور من گھڑت مخصوص نمازیں اور مخصوص عبادت

اس رات میں کوئی بھی مخصوص نماز، جیسا کہ عوام اور بہت سے جہلاء کے یہاں مشہور ہے

جسے ''صلوٰۃ الفیہ'' (ہزاری نماز) کہا جاتا ہے، جیسا کہ جس نے ایک رکعت میں ہزار مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴾ پڑھا، اسی طریقے سے جس شخص نے چار رکعات نماز پڑھی اور نماز کے بعد چودہ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھا اور چودہ مرتبہ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴾ پڑھا، یہ سب من گھڑت اور موضوع اور جہلاء کی اپنی طرف سے بنائی ہوئی مخصوص نمازیں اور عبادتیں ہیں جن کا شریعت واسلام اور احادیث نبویہ سے کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ جو کوئی اس طرح کی مخصوص نمازیں اور عبادتیں اس رات میں انجام دے گا، وہ اللہ کے یہاں سزا کا مستحق ہوگا۔

جیسا کہ علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''موضوعات'' (ج ۲ ص ۴۴۵) میں،

ایسے ہی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شعب الایمان'' (ج ۳ ص ۳۸۷) میں،

ایسے ہی علامہ ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المنار المنیف'' (ص ۹۹) میں،

ایسے ہی علامہ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تخریج احیاء العلوم'' (ج ۱ ص ۱۵۷) میں،

ایسے ہی علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''عمدۃ القاری شرح بخاری'' (ج ۸ ص ۱۸۵) میں،

مشہور ومعروف محدث اور مفسر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اللآلی المصنوعۃ'' (ج ۲ ص ۶۰) میں،

اور علامہ عبدالحئی لکھنویؒ نے اپنی کتاب ''الآثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ'' (ص ۶۵، حدیث صلاۃ لیلۃ البراء) میں،

نیز ان کے علاوہ بہت سے محدثین اور علماء نے ان تمام نمازوں اور مخصوص عبادتوں کو من گھڑت اور غیر ثابت شدہ فرمایا ہے۔

اس لیے اس رات میں کوئی مخصوص نماز اور کوئی مخصوص عبادت (چاہے وہ صلوٰۃ التسبیح ہی کیوں نہ ہو) نہیں کرنا چاہیے بلکہ اپنی خوشی اور بشاشت سے جو بھی عبادت (چاہے نفل نماز یا

تلاوت قرآن پاک یا درود پاک یا دیگر اوراد و وظائف) ہو، کرنا چاہیے۔

تحقیق کا خلاصہ

① پندرہ شعبان میں دن کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔

② نصف شعبان کی رات کی فضیلت ثابت ہے اور اس رات میں جاگ کر تنہا کوئی بھی عبادت کرنا چاہیے، چاہے نفل نماز ہو، قرآن پاک کی تلاوت، یا دعا، استغفار، یا درود شریف پڑھنا، یا اس کے علاوہ کوئی اور عبادت کرنا، مگر اجتماعی شکل نہ ہو۔

③ اس رات اکیلے قبرستان جانا، مگر ضروری اور لازمی نہ سمجھنا، نیز مومن مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کرنا بھی چاہیے۔

اس رات میں جو امور ثابت ہیں، وہ سب مستحب ہیں۔

اور شریعت میں مستحب اس کام کو کہا جاتا ہے کہ جس کا کرنا پسندیدہ اور مطلوب ہے، بغیر لازم اور تاکید کے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ کرنے پر ثواب کا مستحق ہوگا اور نہ کرنے والے پر کوئی سزا بھی نہیں ہے۔ اور نہ ہی قابل ملامت ہے۔

اس رات کے ممنوعہ کام

جیسا کہ اس رات کو بہت سے لوگ کرتے ہیں، آگ جلانا اور اس پر چلنا، مساجد اور قبرستانوں میں خاص طور پر اجتماعات منعقد کرنا، ناچنا، اور اس رات میں خاص حلوہ بنانے کا اہتمام کرنا، ایسے ہی شبِ برأت کے آنے سے پہلے خاص طور سے گھروں اور مساجد وغیرہ کا رنگ و روغن کرنا، گلی کوچوں راستوں کو قمقمے (لائٹنگ) وغیرہ سے مزین کرنا، نماز الفیہ (ہزاری نماز) پڑھنا اور یہ سمجھنا کہ صلوٰۃ التسبیح خاص اس رات کی نماز ہے...... یہ وہ کام ہیں جو نہ رسول

اللہ ﷺ سے ثابت ہے، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور نہ ائمہ کرام سے۔ یہ سب ممنوع اور باطل کام ہیں جن سے خود کو اور اپنے ماتحتوں کو بچانا ضروری ہے، ورنہ کل قیامت میں اس کے بارے میں باز پرس (گرفت) ہوگی۔

پندرھویں شعبان کی حدیث

مضمون

از: محدث کبیر محقق جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۲ھ)

پندرھویں شعبان کے روزے کے باب میں جو حدیث ابن ماجہ میں آئی ہے، وہ موضوع نہیں ہے۔ کسی ماہر حدیث عالم نے اسے موضوع نہیں کہا ہے۔ ''تحفۃ الاحوذی'' کی عبارت سے اس حدیث کے موضوع ہونے پر استدلال کرنا جہالت ہے۔ اس حدیث کے راویوں میں ابوبکر بن ابی سبرہ ضرور ہے۔ اس کی نسبت بے شک یہ کہا جاتا ہے کہ وہ حدیثیں بناتا تھا، لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زیر بحث حدیث اس کی بنائی ہوئی اور موضوع ہے، محض اس بنا پر کہ سند میں کوئی ایسا راوی موجود ہے۔ اس سے تو بس اتنا لازم آئے گا کہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن حضرات نے سنن ابن ماجہ کی موضوع احادیث کی نشان دہی کی ہے، ان میں اس حدیث کا ذکر نہیں ملتا۔ ما تمس الیہ الحاجۃ میں وہ ساری حدیثیں مذکور ہیں۔ جس کا جی چاہے، دیکھ لے۔

اصول حدیث وغیرہ کی مختلف کتابوں میں جگہ جگہ یہ تصریح مل سکتی ہے کہ کسی حدیث کی سند میں کوئی کذاب یا وضاع راوی پایا جائے تو محض اتنے سے وہ حدیث موضوع نہیں ہو جائے گی، جب تک کہ دوسری کوئی دلیل اس کے موضوع ہونے پر دلالت نہ کرے۔ مثال کے طور پر ''فتح المغیث'' (۱/۲۵۱) ملاحظہ کیا جائے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

هذا مع ان مجرد تفرد الکذاب بل الوضاع ولو کان بعد الاستقصاء والتفتیش من حافظ متبحر تام الاستقراء غیر مستلزم لذلك بل لا بد معه من انضمام شیء مما سیاتی.

(ترجمہ) ''محض کسی جھوٹے بلکہ وضاع حدیث کا کسی حدیث میں متفرد ہونا، اگر چہ اس کا ثبوت کسی متبحر اور دیدہ ور حافظ حدیث کی تحقیق سے ہو، اس کو (یعنی حدیث کے موضوع ہونے کو) مستلزم نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ کسی اور دلیل کا انضمام بھی ضروری ہے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

اسی طرح راوی کو ''منکر الحدیث'' اور حدیث کو ''منکر'' بھی کہا گیا ہو، تب بھی اس کو موضوع کہنا جائز نہیں۔ حدیث ''لا تقولوا سورة البقرة'' کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے منکر اور اس کے راوی عبیس کو منکر الحدیث کہا ہے۔ اس بنا پر ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو موضوعات میں داخل کر دیا تو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر سخت اعتراض کیا۔ فرماتے ہیں :

افرط ابن الجوزی فی ایراد هذا الحدیث فی الموضوعات ، ولم یذکر مستنده الا قول احمد وتضعیف عبیس وهذا لا یقتضی الوضع .

(اللآلی المصنوعة : ۱ / ۲۳۹)

(ترجمہ) ''ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو موضوعات کی قبیل سے شمار کر کے تشدد سے کام لیا ہے اور دلیل میں سوائے حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول اور عبیس کی تضعیف کے اور کچھ نہیں ذکر کیا، لیکن یہ بات اس کے موضوع ہونے کی مقتضی نہیں ہے۔''

سطور بالا سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جس شخص نے یہ بات کہی ہے کہ روایت فضیلت صوم شعبان میں ابو بکر بن عبد اللہ راوی ''واضع الحدیث'' تھا، اس لیے یہ روایت موضوع ٹھہری، بالکل غلط ہے۔ ایسی جہالت کی بات کوئی عالم نہیں کہہ سکتا۔ مولانا عبد الرحمٰن مرحوم رحمۃ اللہ علیہ (مبارکپوری) کیسے ایسی بات کہہ سکتے ہیں۔ مولانا تو اس حدیث کو پندرھویں رات کی فضیلت

کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں اور اس سے اس شخص کے اوپر حجت قائم کرتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ شعبان کی پندرھویں رات کی فضیلت ثابت نہیں۔

''تحفۃ الاحوذی'' کی عبارت بعینہ نقل کی جاتی ہے :

منها حديث علي رضى الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ: اذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها (الى) رواه ابن ماجه وفي سنده ابو بكر بن عبد الله بن ابي سبرة القرشي العامري المدني قيل اسمه عبد الله وقيل محمد ، وقد ينسب الى جده ، رموه بالوضع كذا في التقريب وقال الذهبي في الميزان : ضعفه البخاري وغيره ، روى عبد الله وصالح ابنا احمد عن ابيهما قال : كان يضع الحديث ، وقال النسائي : متروك ، انتهى .

فهذه الاحاديث بمجموعها حجة على من زعم انه لم يثبت في فضيلة ليلة النصف من شعبان شيء . (تحفة الاحوذي : ٢ / ٥٣)

ترجمہ: انھیں میں سے حضرت علیؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: '' کہ جب شعبان کی پندرہ تاریخ آئے تو رات میں عبادت کرو اور دن میں روزہ رکھو۔ الخ۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ القرشی العامری المدنی ہے، اس کا نام لوگوں نے عبداللہ بتایا ہے بعض لوگوں نے محمد بتایا ہے۔ اس کی نسبت عموماً دادا کی جانب ہوتی ہے، لوگوں نے اس کو وضع حدیث کا مرتکب ٹھہرایا ہے۔ ایسے ہی تقریب میں ہے امام ذہبی نے میزان میں فرمایا ہے کہ امام بخاری وغیرہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور عبداللہ وصالح بن احمد بن حنبل نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ حدیث گھڑتا تھا اور امام نسائی نے فرمایا کہ وہ متروک ہے۔ پس یہ تمام حدیثیں مجموعی اعتبار سے اس شخص کے خلاف حجت ہے

جس نے گمان کیا کہ پندرہویں شعبان کی فضیلت کے سلسلے میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔

(تحفۃ الاحوذی، ج ۲ ص ۵۳)

دیکھیے، مولانا مبارک پوری ابن ماجہ کی حدیث نقل کر کے اس کے راوی پر جو جرح ہے، اس کو بھی نقل کرتے ہیں، اس کے باوجود اس حدیث کو دوسری ضعیف حدیثوں کے ساتھ ملا کر حجت بھی قرار دیتے ہیں۔ کیا موضوع حدیث کو بھی دوسری حدیث کے ساتھ ملا کر حجت بنایا جا سکتا ہے؟ یہ بات کوئی عالم نہیں کہہ سکتا۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح اس حدیث کو موضوع نہیں کہا ہے، بلکہ صرف ضعیف قرار دیا ہے۔ اسی طرح حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے اور چونکہ اس کو انھوں نے اپنی کتاب ''ترغیب وترہیب'' میں ذکر کیا ہے، اس لیے وہ حسب تصریح سیوطی رحمۃ اللہ علیہ موضوع نہیں ہے۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

اذا علمتم بالحديث انه فى تصانيف المنذرى صاحب الترغيب والترهيب فاروه مطمئنين .

(ترجمہ) جب تمہارے علم میں یہ بات آجائے کہ کوئی حدیث منذری صاحب ترغیب وترہیب کی تصنیفات میں موجود ہے تو اس کو اطمینان سے بیان کر سکتے ہو۔ یعنی یہ کہ وہ موضوع نہیں ہے۔

اب تک ہم نے یہ بیان کیا کہ یہ حدیث موضوع نہیں اور اس کو موضوع قرار دینا جہالت ہے، ہاں وہ ضعیف ضرور ہے مگر اس کا ضعف اس پر عمل کرنے سے مانع نہیں ہے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب العلم'' میں یہ حدیث روایت کی ہے :

من بلغه عن الله فضل فاخذ بذلك الفضل الذى بلغه اعطاه الله تعالى ما بلغه وان كان الذى حدثه كاذبا .

(جس کسی کو کسی کام پر کسی ثواب کی اطلاع ہے اور وہ اس پر کاربند ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ ثواب دے دے گا جس کی اطلاع اس کو پہنچی ہے، اگرچہ جس نے بیان کیا ہے، وہ جھوٹا ہے۔)

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ اس کو روایت کر کے فرماتے ہیں کہ: اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے، اس لیے کہ ابو معمر عباد بن عبد اللہ اس کا تنہا راوی ہے اور وہ متروک راوی ہے، مگر اہل علم اپنی جماعت کے ساتھ فضائل وثواب کے کاموں کے باب میں بہت ڈھیل دیتے ہیں اور ہر طرح کی حدیثوں میں سختی سے کام لیتے ہیں۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''الکفایہ'' میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمۂ حدیث کا قول نقل کیا ہے:

اذا روينا فی الحلال والحرام شددنا واذا روينا فی الفضائل تساهلنا.

جب ہم حرام اور حلال کے باب میں حدیث نقل کرتے ہیں تو پوری احتیاط سے کام لیتے ہیں، اور جب فضائل کے باب میں روایت کرتے ہیں تو سہولت برتتے ہیں۔

اور یہی بات امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے وضاحت کے ساتھ مکمل کیا ہے۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے :

يجوز عند اهل الحديث التساهل فی الاسانيد الضعيفة ورواية ما سوی الموضوع من الضعيف والعمل به من غير بيان ضعفه فی غير صفات الله والاحكام.

''اہل حدیث (محدثین) کے نزدیک ضعیف سندوں میں تساہل برتنا اور موضوع کو چھوڑ کر ضعیف حدیثوں کو روایت کرنا اور ان پر عمل کرنا ان کا ضعف بیان کیے بغیر جائز ہے، مگر اللہ کی صفات اور احکام کی حدیثوں میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔'' (ماخوذ مقالات ابوالمآثر ج ۲ ص ۷۸)

قارئین کے لئے ایک ضروری وضاحت

یہ کتاب دراصل عربی میں ہے جس کا ہم نے اردو میں خلاصہ پیش کیا ہے اس لئے جو حضرات بالتفصیل اس مضمون کے متعلق مزید باتیں معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ عربی نسخہ کی جانب رجوع کریں۔ نیز ہم نے اس اردو خلاصہ میں حوالہ جات (مصادر ومراجع) کی تفصیلات بھی اس کتابچہ کے طویل ہونے کی بناء پر حذف کر دیا ہے، اسلئے اگر مصادر و مراجع کی تلاش ہوتو اصل عربی نسخہ کی جانب مراجعت فرمائیں۔

• • •

فتاویٰ دارالعلوم دیو بند
(شبِ برأت کے مستحب اعمال احادیث کی روشنی میں)

شبِ برات کے مستحب اعمال

(احادیث کی روشنی میں)

محترم حضرت مفتی صاحب! السلام علیکم

سوال: ﴿۴۳﴾ مجھے آپ سے ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے، شعبان کے مہینہ کی ۱۴ر تاریخ کی رات کو جاگنا اور اگلے دن روزہ رکھنا، یہ کس حدیث سے ثابت ہے اور کیا قرآن سے بھی ثابت ہے؟ آپ اس بارے میں تفصیل سے بتائیں اور جو بتائیں وہ حدیث سے اور قرآن سے ثابت ہونی چاہیے اور حدیث کا نام اور نمبر بھی بتائیں آپ کا بڑا احسان ہوگا۔ محمد تبریز دیوبند (۱۳۴۹/د ۱۴۲۹ھ)

الجواب وباللہ التوفیق:

شعبان کی پندرہویں شب اور آنے والے دن کے بعض فضائل قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، جس قدر فضائل احادیث سے ثابت ہیں انہیں ماننا چاہیے؛ مثلاً اللہ کی طرف سے منادی ہونا، بندوں کی مغفرت وبخشش ہونا، روزہ کا مستحب ہونا(۱)، آں حضرت ﷺ کا اس شب میں بقیع قبرستان تشریف لے جانا اور مردوں کے لیے دعاء مغفرت کرنا حدیث سے ثابت ہے(۲)، اس لیے

(۱) إذا كانت ليلة النصف من شعبان، فقوموا ليلها وصوموا نهارها؛ فإن اللّٰه تعالىٰ ينزل فيها لغروب الشمس إلى السماء الدنيا، فيقول: ألا مستغفر، فاغفرله الخ (ابن ماجه: رقم: ۱۳۸۸، باب ما جاء في ليلة النصف).

(۲) عن عائشة: فقدت رسول اللّٰه ـ صلّى اللّٰه عليه وسلّم ـ ذات ليلة، فخرجت أطلبه فإذا هو بالبقيع رفع رأسه إلى السماء وفيه "إن اللّٰه تعالىٰ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ" (ابن ماجه: رقم: ۱۳۸۹، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان)

کبھی کبھار اس رات میں قبرستان چلا جانا مستحب ہوا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے سورہ دخان میں لیلۃ مبارکۃ کی بعض خصوصیات بیان فرمائی ہیں، بعض مفسرین (صحابہ کرام وتابعین) نے اس رات کا مصداق شب برأت (۱۵شعبان کی رات) کو قرار دیا ہے(۱)۔

جس قدر فضیلت احادیث وقرآن سے ثابت ہے اس کو ماننا چاہیے جن سے رات میں جاگنا، توبہ واستغفار کرنا، دن میں روزہ رکھنا، اعمال کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے، لیکن ان چیزوں کو فرض وواجب سمجھنا، قبرستان جانے کو ضروری سمجھنا، اس کے لیے چراغاں کرنا، مسجد میں لوگوں کو اکٹھا کر کے عبادت کا اہتمام کرنا، پٹاخا بجانا، حلوا پکانا، یہ امور شریعت سے ثابت نہیں ہیں، ان سے احتراز کرنا واجب ہے۔ تفصیل کے لیے اصلاحی خطبات (۲) میں ''شب برأت'' نامی رسالہ کا مطالعہ کریں۔

کتبہ الاحقر زین الاسلام قاسمی الٰہ آبادی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۵/ ۸/ ۲۹ھ

الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ، محمد ظفیر الدین غفرلہ، فخر الاسلام عفی عنہ، وقار علی غفرلہ

جواب صحیح ہے، مزید دو باتیں عرض ہیں:

پہلی بات: لیلہ مبارکہ کا مصداق اصح قول کے مطابق ''شب قدر'' ہے، آلوسی رحمہ اللہ نے یہی تفسیر کی ہے: **فی لیلة مبارکة: فی لیلة القدر علی ما روی عن ابن عباس، وقتادة، وابن جبیر، و مجاهد، وابن زید، والحسن، وعلیه اکثر المفسرین**، پھر عکرمہ اور ایک جماعت کا قول لکھا ہے کہ لیلہ مبارکہ سے شعبان کی پندرہویں رات مراد ہے، **فعلی المفتی أن یَّتبعَ بأصح ما هنالك**، پس صحیح قول کے مطابق شب براءت کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ہے۔

دوسری بات: شعبان کی پندرہویں رات کے اعمال اور اگلے دن کا روزہ: انفرادی اعمال ہیں، اگر ان کو اجتماعی بنایا جائے گا تو وہ بدعت ہو جائیں گے، جیسا کہ فتوی میں بھی اس کی صراحت ہے، اور بخاری شریف میں یہ روایت ہے کہ لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے، حضرت عروہ

---

(۱) قال العلامة الآلوسي في الروح تحت قوله تعالیٰ ''في لیلة مبارکة: قال عکرمة وجماعة: هي لیلة النصف من شعبان (۱۳/ ۱۱۰، ط: ملتان).

(۲) مؤلفہ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم۔

رحمہ اللہ نے اس نماز کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا: بدعت ہے! حالانکہ اس نماز کا احادیث سے ثبوت ہے، بخاری شریف کے حاشیہ میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چاشت کی نماز انفرادی عمل ہے، لوگوں نے اس کو اجتماعی عمل بنا یا دیا تھا اس لیے حضرت ابن عمرؓ نے اس کو بدعت کہا (تحفۃ القاری: ۴/۴۸۶) اور آج کل عام طور پر لوگوں نے شب براءت کے اعمال کو بھی اجتماعی عمل بنا دیا ہے، اس لیے ان سے احتراز کرنا ضروری ہے، لوگ گھروں میں اپنے طور پر ضرور نوافل پڑھیں، اپنے لیے اور مردوں کے لیے استغفار کریں اور اگلے دن کا روزہ بھی رکھیں، یہ مستحب ہے مگر مسجدوں میں اور قبرستان میں اکٹھا ہو کر نہ کریں، یہ بدعت ہے۔

حررہ: سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

وہ پندرہ کتابیں جن میں حضرت علیؓ کی حدیث
”پندرہ شعبان کے روزہ اور رات کی فضیلت“ والی نقل کی گئی ہے

۱) سنن ابن ماجہ، از: امام ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی (متوفی ۲۷۳ھ)، مطبوعہ: اشرفی بکڈ پو دیوبند
۲) شعب الایمان، از: امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)، تحقیق: ابوہاجر محمد سعید بن بسیونی زغلول، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ بیروت
۳) مشکوٰۃ المصابیح، از: امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی (متوفی ۷۳۷ھ)، مطبوعہ: مکتبہ تھانوی دیوبند
۴) زوائد ابن ماجہ، از: ابوالعباس شہاب الدین احمد بن ابوبکر بوسیری شافعی (متوفی ۸۴۰ھ)، تحقیق: شیخ محمد مختار، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ بیروت
۵) ترغیب وترہیب، از: علامہ عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری (وفات ۶۵۶ھ)، تعلیق: ناصر الدین البانی، مطبوعہ: مکتبۃ المعارف ریاض
۶) تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف، از: علامہ جمال الدین مزی (وفات ۷۴۲ھ)، تحقیق: بشار عواد معروف، مطبوعہ: دار الغرب الاسلامی
۷) عمدۃ القاری شرح بخاری، از علامہ بدرالدین عینی (وفات ۸۵۵ھ)، مطبوعہ: زکریا بکڈ پو دیوبند
۸) تخریج احادیث احیاء العلوم، از: علامہ زین الدین عراقی (وفات ۸۰۶ھ)، مطبوعہ: مکتبہ دار طبریہ
۹) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، از: علامہ علاء الدین علی المتقی برہانپوری (وفات ۹۷۵ھ)، تصحیح: شیخ صفوۃ، مطبوعہ: موسسۃ الرسالہ
۱۰) التبیان فی بیان مافی لیلۃ النصف من شعبان، از: ملا علی قاری حنفی (وفات ۱۰۱۴ھ)، مطبوعہ: دار اللباب ترکی
۱۱) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، از: علامہ جلال الدین سیوطی (وفات ۹۱۱ھ)، تحقیق: عبداللہ بن عبدالمحسن ترکی، مطبوعہ: مرکز ہجر للبحوث قاہرہ
۱۲) تذکرۃ الموضوعات، از: علامہ محمد بن طاہر پٹنی گجراتی (وفات ۹۸۶ھ)، مطبوعہ: ادارہ طباعۃ المنیر یہ مصر
۱۳) لطائف المعارف فیما لمواسم عام من الوظائف، از: علامہ عبدالرحمن بن احمد بن رجب حنبلی دمشقی (وفات ۷۹۵ھ)، مطبوعہ: دار ابن کثیر بیروت دمشق
۱۴) الفوائد المجموعہ، از: علامہ محمد بن علی شوکانی (وفات ۱۲۵۰ھ)، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۵) اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء العلوم، از: علامہ محمد مرتضیٰ حسن الہندی الزبیدی (۱۲۰۵ھ)، مطبوعہ: موسسۃ التاریخ العربی

ہمارے ارادے اور عزائم

الحمدللہ مدرسہ عثمانیہ میں مختلف شعبہ جات جیسا کہ: شعبہ ناظرہ قرآن، شعبہ تجوید، شعبہ حفظ قرآن، شعبہ اسلامی دینیات اور شعبہ عالمیت قائم ہیں اور ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ اب حالات اور وقتی تقاضوں کے پیش نظر اور اکابرین سے رائے و مشوروں کے بعد امسال شعبہ تخصص فی الحدیث کا قیام عمل میں آیا جو (بفضل اللہ) کامیابی و کامرانی کے ساتھ جاری وساری ہے، جس کا ایک نمونہ یہ کتابچہ ہے، جو عربی و اردو میں شائع کیا جارہا ہے جس پر اکابر علماء نے اپنی تصدیق وتقریظ تحریر فرمائی ہے۔ اسی طرح اب ''شعبہ تخصص فی التفسیر'' بھی قائم ہورہا ہے، ان شاءاللہ اسی مناسبت سے مدرسہ کی انتظامیہ نے اپنی مجلس علمی کی سرپرستی کے لیے دارالعلوم دیوبند کے دو موقر اساتذہ کرام سے درخواست کی، جس کو انہوں نے بعنایت قبول فرمالیا، (جزاہم اللہ تعالی)

۱) حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب معروفی دامت برکاتہم العالیہ
استاذ ونگراں شعبہ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند

۲) حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ العالی
استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند، ومدیر ماہ نامہ ندائے شاہی مرادآباد

تاکہ ہم ان حضرات اکابر کی نگرانی ومشورے سے علمی وعملی منازل طے کرسکیں۔ (اللہ تعالی اسے امت مسلمہ کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے، آمین)

داخلے

شعبہ تخصص فی الحدیث اور شعبہ تخصص فی التفسیر ان دونوں شعبوں میں فارغین طلبہ مدارس اسلامیہ کا داخلہ ہمارے شرائط وقوانین کے مطابق لیا جائے گا، سب سے اہم بات یہ ہوگی کہ ہمارے مدرسہ میں دارالاقامہ کا کوئی نظم ونسق نہیں ہے۔ مزید شرائط وقوانین کے لیے دفتر مدرسہ عثمانیہ سے رابطہ کریں۔

دفتر مدرسہ عثمانیہ

مولوی محمد عثمان پورہ، سروے ۱۵۶، مولانا آزاد روڈ، نیا پورہ وارڈ، مالیگاؤں
423203 ضلع ناسک (مہاراشٹر)، الہند موبائل: 09423477065 91+